بٹھا دی جائے کہ اختلاف کا اِظہار ہمیشہ صحیح اور بااختیار فورم پر کیا جائے تاکہ اختلاف کو ختم کرنے کے لیے اقدام کیا جاسکے۔ درست فورم کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر اظہارِ اختلاف کرنا ایک تخریبی عمل ہے۔

(ii) کوئی ساتھی اگر بالاتر اصحابِ امر کے حوالے سے اختلافِ رائے یا منفی تأثر کا اظہار کرے تو اُسے مطمئن کرنے کی کوشش کی جائے ورنہ خاموش رہا جائے۔ اُس پر کوئی ایسی بات' کوئی ایسا اشارہ یا ہلکا پھلکا تبصرہ (loose comment) نہ کیا جائے جس سے مخاطب یا کسی اور ساتھی کے اندر متعلقہ ذمہ دار کی اطاعت کا جذبہ ڈھیلا پڑ جانے کا امکان ہو۔ یہاں تک کہ مسکرایا بھی نہ جائے کیونکہ بعض اوقات مسکراہٹ بھی بڑا گہرا پیغام (deep message) منتقل (convey) کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس بے احتیاطی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

یہ بھی ملحوظ رہے کہ عام طور پر ایسے شخص کی واہ واہ ہوتی ہے جو نظمِ بالا سے اختلاف کرے اور اُسے بہت بہادر (Bold) سمجھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو نظمِ بالا کا وفادار ہو' اُسے پسند نہیں کیا جاتا۔ اِس سب کے باوجود ہم نے نظم بالا کے کیے گئے فیصلوں کی مامورین کے سامنے تائید کرنی ہے اور اگر ہمیں خود کسی فیصلہ پر انشراح نہیں تو پھر بھی خاموش رہ کر ہر طرح سے نظم بالا کے ساتھ خلوص اور وفاداری کا ثبوت دینا ہے۔

(iii) جب بھی کوئی ساتھی اختلافِ رائے کے اظہار کے لیے متعلقہ آداب کی خلاف ورزی کرے تو اُسے توجہ دلائی جائے۔ اصلاح نہ ہونے پر اُس میں خدا خوفی کا احساس پیدا کیا جائے۔ بعض ساتھی ایسے ہوتے ہیں کہ بار بار توجہ دلانے کے باوجود انتشار پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر وہ باز نہ آئیں تو نظم بالا کو اُس کی اطلاع دے کر کردار ادا کرنے کی سفارش کی جائے۔

(iv) جو ساتھی اختلافِ رائے یا نظم بالا کے احترام کے حوالے سے آداب و اخلاقیات کا التزام نہیں کرتے' اُن کے لیے خلوصِ دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدایت کی دعا کرنی چاہیے اور یہ دعا بھی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ منفی روش کے مضر اثرات سے اجتماعیت کو محفوظ فرمائے۔ آمین!

(v) اپنے لیے خصوصی دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے حملوں اور نفاق کی بیماری

سے محفوظ فرمائے۔آمین!

اَللّٰھُمَّ طَھِّر قُلُوبَنا مِنَ النِّفَاقِ وَاَعْمالَنَا مِنَ الرِّیَاءِ وَاَلْسِنَتَنَا مِنَ الْکَذِبِ وَاَعْیُنَنا مِنَ الْخِیَانَۃِ فَاِنَّکَ تَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ —— آمین!

آیت ۹

﴿یٰٓـاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!''...... ﴿اِذَا تَنَاجَیْتُمْ﴾ ''جب تم باہم سرگوشی کرو''...... ﴿فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ﴾ ''تو سرگوشی نہ کرو گناہ اور زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کے لیے''...... ﴿وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی﴾ ''اور سرگوشی کرو نیکی اور تقویٰ کے لیے'' ...... ﴿وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ﴾ ''اور بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔''

- اِس آیتِ مبارکہ میں ایمان والوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ منافقانہ طرزِ عمل سے بچیں اور گناہ کی باتوں، زیادتی اور قیادت کی نافرمانی کے حوالے سے باہم سرگوشیاں نہ کریں۔کوئی بھی ایسی بات یا حرکت نہ کریں جس سے سننے والوں میں اصحابِ امر کے احترام یا اطاعت کے جذبہ میں کمی آجائے۔ یہ معاملہ مذاق یا خوش طبعی میں بھی نہ کیا جائے کیونکہ بعض سننے والے ذہنی طور پر زیادہ پختہ نہیں ہوتے اور وہ مذاق والی باتوں کو بھی سنجیدہ لے لیتے ہیں۔
- آیتِ مبارکہ میں تلقین کی گئی ہے کہ اگر نجویٰ کرنا ہی ہے تو تنہائی میں کسی کو نیکی کرنے اور تقویٰ یعنی گناہ سے بچنے کی ترغیب دو۔لوگوں کو بھلائی کے کاموں کے لیے آمادہ کرو۔نیکی کے لیے اگر کسی کی طبیعت میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے یا اُس کی ہمت پست ہو رہی ہے تو اُس کی حوصلہ افزائی کرو۔نافرمانیوں کے حوالے سے اُسے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈراؤ۔اُس میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری اور آخرت میں جواب دہی کے حوالے احساس پیدا کرنے کی کوشش کرو۔

آیت ۱۰

﴿اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ﴾ ''بے شک سرگوشی تو شیطان ہی کی طرف سے ہے''...... ﴿لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''تاکہ وہ غمگین کرے اُنہیں جو ایمان لائے''...... ﴿وَلَیْسَ بِضَآرِّھِمْ شَیْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ﴾ ''اور وہ نہیں ہے نقصان پہنچانے والا اُنہیں کچھ بھی مگر اللہ کے حکم سے''...... ﴿وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ ''اور اللہ ہی پر پھر بھروسہ کرنا چاہیے مؤمنوں کو۔''

- آیت ۹ میں ارشاد ہوا کہ اگر تنہائی میں جا کر کسی کو نیکی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے کی تلقین کی جائے تو ایسا نجویٰ پسندیدہ ہے۔ اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ اگر تنہائی میں کسی کو گناہ، زیادتی اور قیادت کی نافرمانی پر اکسایا جائے تو ایسا نجویٰ برا اور شیطان کا سکھایا ہوا ہے۔ شیطان نجویٰ کا جال بچھاتا ہے اور اِس میں خوش نمائی پیدا کرتا ہے۔ اِس طرح وہ مامورین میں بے چینی اور انتشار پیدا کر کے حزب اللہ کو کمزور کرنا چاہتا ہے اور جماعت کے مخلص ساتھیوں کو دکھ اور رنج دینا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اُن کی یکسوئی اور یک جہتی مجروح ہو اور اُن پر مایوسی چھا جائے۔ مخلص ساتھیوں کے دکھ کا مشاہدہ ذہن کی آنکھوں سے کیا جاسکتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کس طرح جماعت کے امیر اور داعیوں نے طویل محنت کے ذریعہ ساتھیوں کو جمع کیا ہے اور جماعت بنائی ہے۔ خون پسینہ سے جس درخت کی آب یاری کی ہے اب کچھ لوگ اُس کی جڑیں کھود رہے ہیں۔ تنکا تنکا چن کر جو گھونسلہ بنایا گیا ہے اب کچھ لوگ اُسے جلانے کے درپے ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کوئی شخص چند ساتھیوں کو لے کر بیٹھا ہوا ہے۔ گناہ، زیادتی اور قیادت کی نافرمانی پر اکسا کر اُن کے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ غلط فہمیاں پیدا کر کے اُن کے جذبۂ عمل کو سرد کر رہا ہے۔ مختلف حوالوں سے اعتراضات کر کے اور نئے نئے فتنے اٹھا کر اُن کے ذہنوں میں اشکالات پیدا کر رہا ہے۔ اِس سے مخلص ساتھیوں کے دل پر جو بیتتی ہے اور جو درد اُنہیں پہنچتا ہے اُسے وہی سمجھ سکتا ہے جو اِس کرب سے گزرا ہے۔ اُنہیں افسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص نظم کے تحت وقت دینے کو تیار نہیں، اجتماعات میں آنے کے لیے اِس کے پاس فرصت نہیں لیکن سرگوشیاں کرنے اور غیبت کی محفلیں جمانے کے لیے اِس کے پاس بہت وقت ہے۔
- مخلص ساتھیوں کو اطمینان دلانے اور اُن کی دل جوئی کے لیے ارشاد ہوا کہ اصل نتائج اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور اُس کے اِذن کے بغیر کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ شیطان کا کوئی وار کارگر ہوتا بھی ہے تو اللہ تعالیٰ کے اِذن سے۔ اِس میں بھی کوئی خیر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسے تمہاری تربیت اور اصلاح کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔ جتھا بنا کر سازشیں کرنے والوں کی حرکتوں کا دلوں پر اثر نہ لو اور نہ ہی ردّعمل میں کوئی زیادتی کرو۔ ممکن حد تک سازشوں کا سدباب کرو اور مطمئن رہو کہ اگر تمہارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صاف ہے تو کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ سورۂ آلِ عمران، آیت ۱۲۰ میں ارشاد ہوا: ﴿وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا

﴿وَتَتَّقُوْا لاَ يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ط﴾ ''اور اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو تو نہیں نقصان پہنچائے گی تمہیں اُن کی سازش کچھ بھی۔''

- آیت کے آخر میں ارشاد ہوا کہ مؤمنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی مکمل بھروسہ اور توکل کرنا چاہیے۔ اُس سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ سازشیں کرنے والوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ اگر اُن کی قسمت میں ہدایت نہیں ہے تو اُن کی سازشوں کے اثرات کو زائل فرما دے اور اُن کے شر سے پوری جماعت کو محفوظ فرما دے۔

آیت ۱۱

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!''...... ﴿اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا﴾ ''جب کہا جائے تم سے کھل جاؤ مجلسوں میں تو کھل جایا کرو''...... ﴿يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ ''کشادگی دے گا تمہیں اللہ''...... ﴿وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا﴾ ''اور جب کہا جائے کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کرو''...... ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ﴾ ''بلند کر دے گا اللہ اُن کو جو ایمان لائے تم میں سے''......﴿وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ ''اور اُن کو جنہیں علم دیا گیا ہے درجوں میں''...... ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ ''اور اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو خوب باخبر ہے۔''

- عمومی طور پر اِس آیت سے مجلس کے آداب کے حوالے سے رہنمائی حاصل ہو رہی ہے۔ مجلس کے دوران ہمیں میر مجلس کی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر کہا جائے کہ آگے آ کر بیٹھو تو فوراً آگے آ جانا چاہیے۔ اگر ہدایت دی جائے کہ ذرا کھل کر بیٹھو اور بعد میں آنے والے ساتھیوں کے لیے گنجائش پیدا کرو تو ایسا کرنا چاہیے۔ اِسی طرح مجلس برخواست ہونے کے اعلان کے ساتھ ہی اٹھ جایا جائے اور غیر ضروری طور پر رک کر میر مجلس کے وقت کو ضائع نہ کیا جائے۔ البتہ ماقبل آیات کے ساتھ ربط کے حوالے سے اِس آیت میں دینی اجتماعیت کو انتشار سے بچانے کے لیے خصوصی ہدایات دی گئی ہیں۔
- قیادت سے ناراض لوگ جو آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں' اجتماعات میں آ کر ایک ساتھ بیٹھتے ہیں' دورانِ اجتماع آنکھوں سے اشارے کرتے ہیں' ایک دوسرے کو کہنی مار کر تبصرے کرتے ہیں اور بعض اوقات طنزیہ لیکن دلچسپ فقرے چست کرتے ہیں' سادہ لوحی میں بعض ساتھی اُن کے پاس بیٹھ کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اِن حرکات سے اجتماع کی

کارروائی کے اثرات زائل ہوتے ہیں اور امیر کا احترام اور تقدس مجروح ہوتا ہے۔ اجتماع میں آمد کا مقصد کچھ اور ہوتا ہے اور ہم کچھ اور کر رہے ہوتے ہیں۔ اجتماع میں آئے تھے تاکہ امیر کی گفتگو اور ہدایات سنیں' جو بھی وعظ و نصیحت ہو اُس سے استفادہ کریں' لیکن ایسے لوگ کچھ اور ہی کر رہے ہوتے ہیں۔ اِس قسم کی حرکات کے سدباب کے لیے اِس آیت میں ہدایات دی جا رہی ہیں۔

- آیتِ مبارکہ میں ارشاد ہوا کہ جب تم سے کھل کر بیٹھنے کو کہا جائے تو کھل کر بیٹھ جایا کرو' اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی پیدا کرے گا۔ کھل کر بیٹھنے کا حکم اِس لیے تھا کہ جتھا بنا کر بیٹھنے والے نہیں چاہتے تھے کہ اُن کے درمیان کوئی اور آ کر بیٹھ جائے۔ اُنہیں ڈر تھا کہ اگر اُن میں کوئی دوسرا آدمی شامل ہو گیا تو اُس کے علم میں اُن کی منفی باتیں آ جائیں گی اور نظم بالا تک اُن کی شکایت پہنچ جائے گی۔ اِس آیت کے حکم کا ایک مقصد یہ تھا کہ اُن کے درمیان کوئی اور آنے والا بیٹھ سکے اور اُن کے مل کر بیٹھنے سے جو فساد پیدا ہو رہا ہے اس کی روک تھام کی جا سکے۔
- قیادت سے ناراض لوگ اجتماع کے دوران تو گھڑی دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ بہت وقت ہو گیا' کافی طویل دورانیہ کا اجتماع ہو گیا اور ہمیں کچھ اور کام بھی تو کرنے ہیں۔ گویا منتظمین پر مسلسل دباؤ ہوتا ہے کہ اجتماع کی کارروائی ختم کی جائے۔ پھر جب اجتماع ختم ہو جاتا ہے تو اب کچھ لوگوں کے ساتھ گپ شپ ہو رہی ہے' کارروائی پر تبصرے کیے جا رہے ہیں اور اگر کسی پر اجتماع کا اثر ہوا ہے تو اُسے زائل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اِس لیے اہلِ ایمان سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تمہیں کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو۔ بعض اوقات کسی اجتماع میں یہ صورت بھی پیش آتی ہے کہ دو حضرات آپس میں سرگوشی کر رہے ہیں' اِس سے اجتماع کی تاثیر متاثر ہوتی ہے۔ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آپ میں سے ایک اُٹھ کر دوسری جگہ پر بیٹھ جائے تو اُنہیں ناگوار محسوس ہوتا ہے۔ حالانکہ جو صاحبِ علم ہو گا اور جس کے دل میں ایمان کی رمق ہو گی وہ امیر کے اِس حکم کو خیر سمجھے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی جا رہی ہے کہ جو امیر کے کہنے پر خوشدلی سے اٹھ جائے گا تو اُسے اٹھا دیا جائے گا درجات کے اعتبار سے۔ یہ صنعتِ لفظی کا ایک خوبصورت انداز اور کلام کا ایک حسن ہے۔ یعنی امیر کے حکم پر اٹھ جانے والے کو اللہ تعالیٰ بلند درجات تک اٹھا دے گا۔

- غور فرمایئے کہ جو شخص کسی اجتماعی جدوجہد میں شریک نہیں ہے تو قرآنِ مجید کی یہ باتیں اُسے کس طرح سمجھ میں آئیں گی؟ اُسے اِن باتوں کا علم تو ہو جائے گا لیکن اِن کی حقیقت اور اِن میں پوشیدہ حکمتوں کا علم نہیں ہو گا جب تک وہ ایسی اجتماعیت میں شریک نہ ہو جو سمع و طاعت کے نظم کے ساتھ دینِ حق کے غلبے کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔ اب اُسے احساس ہو گا کہ غلبۂ دین کے لیے قائم کی گئی اجتماعیت کا تحفظ اور اُس کی مصلحتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی اہم ہیں۔ اِس اجتماعیت کو انتشار سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ کتنی باریک بینی سے ہدایات دے رہا ہے۔
- آیت کے آخر میں ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے اُس سے جو تم کر رہے ہو۔ گویا اگر تم نے اوپر دی گئی ہدایات پر عمل نہ کیا تو پھر وہ تمہارا محاسبہ کرے گا۔

آیات ۱۲، ۱۳

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!''...... ﴿اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ﴾ ''جب تم سرگوشی کرو رسول ﷺ سے''......﴿فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً﴾ ''تو پیش کروا پنی سرگوشی سے پہلے صدقہ''......﴿ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ﴾ ''یہ تمہارے لیے زیادہ اچھا اور زیادہ پاکیزہ ہے''......﴿فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ ''پھر اگر تم نہ پاؤ (صدقے کے لیے کچھ) تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔ ﴿ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ﴾ ''کیا تم ڈر گئے کہ پیش کروا پنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقے''......﴿فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا﴾ ''سو جب تم نے ایسا نہیں کیا''...... ﴿وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ﴾ ''اور نظرِ کرم کی اللہ نے تم پر''......﴿فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ ''تو قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ''......﴿وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ ''اور اطاعت کرو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی''......﴿وَاللّٰهُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور اللہ خوب باخبر ہے اُس سے جو تم کر رہے ہو۔''

- منافقین علیحدگی میں یا مجلس میں آپ ﷺ کے قریب آ کر سرگوشی کرتے۔ اُن کا مقصد اپنی ذات کو نمایاں کرنا، اپنی بڑائی ظاہر کرنا اور لوگوں پر یہ تاثر دینا ہوتا تھا کہ اُن کے آپ ﷺ سے قریبی روابط ہیں۔ اُن کی اِس حرکت سے آپ ﷺ کا وقت ضائع ہوتا تھا اور آپ ﷺ کو ذہنی کوفت ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی شرارت کے سدِ باب کے لیے حکم

دیا کہ جو شخص بھی آپ ﷺ سے تنہائی میں مشورہ یا خفیہ سرگوشی کرنا چاہے وہ پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دے۔ یہ صدقہ دینا منافقین کے لیے بھاری ثابت ہوا اور وہ اپنی مذموم حرکت سے باز آ گئے۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے صدقہ دینے کا یہ حکم منسوخ فرما دیا۔

- یہ اجتماعی زندگی کا بڑا اہم مسئلہ ہے جس کا ہر صاحبِ امر کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہر مخلص مامور فطری طور پر یہ چاہتا ہے کہ اُسے صاحب امر سے قرب حاصل ہو اور اُس سے تنہائی میں بات کرنے کا موقع ملے۔ البتہ اِس کا ایک منفی رخ بھی ہے۔ کچھ لوگ کام میں تو پیچھے ہوتے ہیں لیکن اپنی دولت یا وجاہتِ دُنیوی کی وجہ سے نمایاں ہونا چاہتے ہیں۔ اِس کے لیے وہ صاحبِ امر کے قریب ہو کر بیٹھتے ہیں اور اُس کے کان میں گفتگو کرتے ہیں تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ وہ صاحبِ امر سے خصوصی تعلقات رکھتے ہیں۔ اپنی اہمیت ظاہر کرنے کے لیے بار بار صاحبِ امر سے علیحدگی میں گفتگو کے لیے وقت مانگتے ہیں۔ اِس روش کے تین نقصانات ہوتے ہیں:

(i) امیر کا وقت کسی مفید کام میں لگنے کے بجائے ضائع ہوتا ہے۔

(ii) اجتماعی مصالح اور بہبود کا کام متأثر ہوتا ہے۔

(iii) اگر کسی کے پاس واقعی کوئی اہم بات ہو تو وہ امیر تک پہنچنے سے رہ جاتی ہے یا اُس کے پہنچنے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔

دورِ نبوی ﷺ میں منافقین کی اِس حرکت کی روک تھام کے لیے ایک چھلنی لگا دی گئی کہ پہلے صدقہ دو اور پھر رسول اللہ ﷺ سے علیحدگی میں کوئی بات کرو۔ ساتھ ہی واضح کر دیا گیا کہ امیر سے علیحدگی میں سرگوشی کرنے کے لیے بلا وجہ یا خود کو نمایاں کرنے کے لیے وقت مانگنا منافقانہ طرزِ عمل ہے۔ گویا ہر دور میں مامورین کے لیے ہدایت ہے کہ وہ اِس منافقانہ طرزِ عمل سے اجتناب کریں۔